اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وزیراعظم جناب نواز شریف نے جب پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے صدارتی امیدوار کے لیے جسٹس محمد رفیق تارڑ کا نام پیش کیا تو اس پر بعض سیاسی حلقوں نے وزیراعظم کے خاندان سے ان کی قربت اور مملکت خداداد پاکستان کی وفاقیت کے حوالے سے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا تھا۔ سیکولر لابی نے سیاسی حلقوں کی تائید کرتے ہوئے اس بات کا مزید اضافہ کیا کہ "جسٹس تارڑ کٹر عقائد کے حامل فرد کے طور پر جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔" نیز "خواتین کے حقوق' اقلیتوں اور بنیادی حقوق کے ڈھانچے وغیرہ کے بارے میں ان کے نظریات' ان کی عدلیہ میں تعیناتی کے دوران مزید سخت اور متنازعہ ہوگئے۔ یہ خدشہ کہ عدالتی تقرریوں اور عدلیہ کے عام کردار جیسے معاملات میں ان کا اثر و رسوخ شاید انصاف کے کاز کو بڑھاوا نہ دے پائے' بلا سبب نہیں ہے۔۔۔"

معترضین کا یہ انداز نظر بذات خود ان کے کٹر ہونے کا ثبوت ہے کہ صدر مملکت کے عہدے پر فائز ہونے والا شخص لازماً" ان ہی میں سے ہو اور علم و عمل کے حوالے سے ان کے معیار پر پورا اترتا ہو۔ دستور پاکستان میں کیے گئے وعدے کہ "مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلام کے تقاضوں اور تعلیمات' جو قرآن و سنت کی شکل میں واضح ہیں' کے مطابق زندگی ڈھالنے کے قابل بنایا جائے گا" کو چنداں اہمیت نہ دے۔ بہرحال نہ صرف پاکستان مسلم لیگ اور اس کی حلیف علاقائی جماعتوں نے جسٹس محمد رفیق تارڑ کو ووٹ دیا' بلکہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اقلیتی ارکان نے بھی ان کی بھرپور تائید کی' مگر احتجاج پسند اقلیتی کارکن اپنی ضد پر بدستور اڑے ہوئے ہیں۔ صدارتی انتخابات کے بعد ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ

> صدر پاکستان "مولانا" محمد رفیق تارڑ مستقبل قریب میں پاکستان کی مذہبی اقلیتوں اور خواتین کے لیے مسٹر ٹیرر بن جائیں گے۔ ان کو منتخب کرنے والے اقلیتی ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اپنے ووٹروں سے غداری پر پچھتائیں گے' آئندہ انتخاب میں وہ ناقابل تلافی نقصان اٹھائیں گے' کیوں کہ اقلیتی ووٹر انہیں غداری کا انوکھا سبق سکھائیں گے۔ --- (ماہنامہ "شاداب" فروری ۱۹۹۸ء)

وطن عزیز کے مختصر' مگر موثر لبرل - سیکولر طبقے کے خدشات اور مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ہمارے احتجاج پسند دوستوں کی بیان بازی سے قطع نظر' ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے اساسی نظریے کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ اسلام کی تعلیمات میں یہ قوت موجود ہے کہ غربت و افلاس' جہالت' ناانصافی اور ظلم و جبر جیسی معاشرتی' سیاسی اور اقتصادی برائیوں پر قابو پالیا جائے اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے جو "کس نہ باشد در جہاں محتاج کس" کا مصداق ہو۔

لبرل - سیکولر طبقے کے اہل دانش کو بھی سوچنا چاہیے کہ سابق نوآبادیاتی ممالک کی آزادی کے فوراً بعد اقتدار بحیثیت مجموعی لبرل سیاست دانوں کے ہاتھ میں آیا تھا' انہیں عوامی سطح پر تائید بھی حاصل رہی' دینی قوتوں نے ان کے ساتھ تعاون کیا' یا ان قوتوں کو بے رحمی کے ساتھ کچل دیا گیا' اور حکمران کسی قابل لحاظ مخالفت کے باوجود اپنے تصور زندگی کے مطابق معاشرے اور سیاست کی تشکیل میں کوشاں رہے' مگر ہر جگہ آج ان کے خلاف نفرت کیوں ہے؟ ایران کے سیکولر - لبرل "شہنشاہ" کے لیے اللہ کی زمین کیوں تنگ ہوگئی تھی؟ اور سیکولر انڈیا رواں مرحلے سے کیوں گزر رہا ہے؟ سیکولر - لبرل نظریہ حیات کے عالمی چمپئن اپنے بے پناہ وسائل' عسکری صلاحیت اور عالمی اداروں کے توسط سے دنیا بھر کے وسائل کو اپنے کام میں لانے والے اپنے معاشرے کو ناہمواریوں سے کیوں پاک نہیں کر سکے اور دین سے کٹ کر زندگی گزارنے کا عمل ان کے لیے افسوس ناک نتائج کا پیش خیمہ کیوں ثابت ہوا ہے؟